RFGD. NO. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۹

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ ۶ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ
فی پرچہ ۱۰

جلد ۴۹/۱۴ ۳۰ ظہور ۱۳۳۹ ہش ۳۰ اگست ۱۹۶۰ء نمبر ۱۹۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۲۹ اگست بوقت دس بجے صبح

کل دن بھر حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف رہی۔ رات نیند آ گئی

اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت شفائے کامل و عاجل کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

کاٹنگا میں کانگو کی مرکزی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کر لی گئیں

سرحدوں پر سرنگیں بچھانے کا کام مکمل ہو گیا۔ ریلوے لائنیں اور پل توڑ دیئے گئے

الزبتھ ول ۲۹ اگست۔ کانگو سے علیحدہ ہونے والے صوبے کے وزیر اعظم مسٹر چامبے نے بتایا ہے کہ صوبہ کسائی کی طرف سے مسٹر لومبا کی مرکزی فوجوں کے حملے کا جو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کر لی گئی ہیں۔ آپ نے کہا کسائی کو کاٹنگا سے ملا دینے والے سارے سرحدی راستے بارود سے اڑا دیئے گئے ہیں۔ اور ساری سرحد پر بارودی سرنگیں بچھا دی گئی ہیں۔ مسٹر چامبے کل صبح الزبتھ ول کی ایک پریس کانفرنس میں بیان دے رہے تھے۔ آپ نے کہا حملے کی صورت میں مسٹر لومبا کی فوج کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ نے کہا میں نے کاٹنگا کی دفاعی فوجوں کو حکم دے دیا ہے کہ حملہ آوروں کے راستے میں آنے والے سارے پل توڑ دیئے جائیں۔ مزید دفاعی تدابیر اختیار کرنے کے لئے فوجی افسروں سے صلاح مشورہ کیا جا رہا ہے۔ مسٹر چامبے نے کہا کاٹنگا کی طرف سے ہمسایہ صوبہ کسائی (جس نے کانگو سے الگ ہونے اور کاٹنگا کے کنفیڈریشن میں شامل ہونے کا اعلان کر رکھا ہے) کے لئے بدستور ہتھیاروں خوراک اور دواؤں کی امداد دی جاتی رہے گی جب آپ سے پوچھا گیا کہ کاٹنگا کو کتنی امداد دی ہے۔ تو آپ نے کہا دو تین دن بعد میں آپ کو تفصیل بتا سکوں گا۔ آپ نے کہا میں جلدی الزبتھ ول میں کسائی کی امداد کے لئے فوجی بھرتی شروع کر دوں گا

مسٹر چامبے اس مفہوم کی اطلاعات پر تبصرہ کر رہے تھے کہ مسٹر لومبا کی مرکزی فوجوں نے کسائی کے دارالحکومت بکوانگا پر قبضہ کرنے کے بعد کاٹنگا کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ہے۔ بلکہ انہوں نے ایک ایسے قصبے پر بھی قبضہ کر لیا ہے جو کاٹنگا کی سرحد سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے

وزیر اعظم ایران ڈاکٹر منوچہر اقبال مستعفی ہو گئے

شاہ نے استعفا منظور کرنے سے انکار کر دیا

تہران ۲۹ اگست۔ باخبر حلقوں کی اطلاع کے مطابق ڈاکٹر منوچہر اقبال وزیر اعظم ایران نے کل اپنا استعفا شاہ کی خدمت میں پیش کر دیا لیکن شاہ نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ ان حلقوں کے مطابق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر اقبال کی طرف سے استعفا پیش کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انتخابات میں انہوں نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا۔ شاہ نے اس پر نکتہ چینی کی تھی۔ *

* شاہ نے کل انتخابات کے بارے میں عدم اطمینان کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا میری خواہش یہ تھی کہ انتخابات بالکل آزاد ہوں۔ آپ نے انتخابی قانون کو ناکافی قرار دیا تھا اور ایرانی عوام کی سرد مہری پر اظہار افسوس کیا تھا۔

دہلی میں زلزلہ سے کئی مکانات گر گئے

نئی دہلی ۲۹ اگست۔ گزشتہ رات نئی دہلی کے علاقے میں جو زبردست زلزلہ آیا ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ اس کے جھٹکوں سے کئی مکانات منہدم ہو گئے۔ جن میں اٹھارہ افراد زخمی ہوئے پہلا بھاری جھٹکا مقامی وقت کے مطابق ۹½ بجے رات آیا۔ جس سے بہت سی عمارتیں ہل گئیں چند سیکنڈ بعد ایک درمیانے درجہ کا جھٹکا محسوس ہوا اور آدھی رات کے وقت تیسرا جھٹکا لگا جو ہلکی نوعیت کا تھا۔ کئی مکانات گر گئے۔ جس سے ۱۸ افراد مجروح ہوئے

ام مظفر احمد کی حالت خدا کے فضل سے بہتر ہو رہی ہے

تاہم دو روز سے شدید بے چینی اور گھبراہٹ اور پتہ میں درد شروع ہے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی لاہور

لاہور ۲۸ اگست بوقت ۹½ بجے شب بذریعہ فون

ام مظفر احمد کی حالت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر امیر الدین صاحب نے کل پٹی کھول کر دیکھا تھا۔ زخم کو تسلی بخش حالت میں پایا۔ اسی طرح شکستہ ہڈی میں درد بھی نسبتاً کم ہے اور جوڑ کا پیوند آہستہ آہستہ مل رہا ہے۔ مگر دوسری طرف دو دن سے شدید بے چینی اور گھبراہٹ شروع ہے۔ جو بعض اوقات برداشت سے باہر ہو جاتی ہے حتیٰ کہ دیکھنے والا بھی بے چین ہونے لگتا ہے۔ آج بعد دوپہر سے پتے میں بھی درد شروع ہے۔ یہ وہی تکلیف ہے جس کا ام مظفر احمد کو چند دن قبل شدید حملہ ہوا تھا۔ اور زہر پیدا ہو جانے کی وجہ سے تشویشناک حالت ہو گئی تھی ــــ احباب کرام اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رکھے۔

ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اگر رفتار صحت اچھی رہی اور کوئی پیچیدگی پیدا نہ ہوئی تو جہاں تک ٹوٹی ہوئی ہڈی کا سوال ہے انشاء اللہ تعالیٰ تین ہفتے تک ہسپتال سے فارغ کر دیا جائیگا

محترم سردار کرم داد خان صاحب رضی اللہ عنہ پنشنر وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ ۲۹ اگست۔ نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم سردار کرم داد خان صاحب پنشنر مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۶۰ء ساڑھے تین بجے سہ پہر کے قریب ۸۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو چند روز قبل ڈبل نمونیہ ہو گیا تھا۔ علاج معالجہ کے باوجود آپ جانبر نہ ہو سکے ــــ اسی روز بعد نماز عشاء محترم مولوی قمر الدین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں دیگر مقامی احباب کے علاوہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد بھی خاصی تعداد میں شریک ہوئے بعد ازاں جنازہ مقبرہ بہشتی لے جایا گیا۔ جہاں نعش کو قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولوی قمر الدین صاحب نے ہی دعا کرائی۔ محترم سردار کرم داد خان صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۶۰ء

گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو

اسلام نے انتقام کے متعلق معتدل تعلیم دی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وجزٰٓؤُا سیئۃٍ سیئۃٌ مثلھا
فمن عفا واصلح فاجرہٗ
علی اللہ انہ لا یحب الظٰلمین
ولمن انتصر بعد ظلمہ
فاولٰئک ما علیھم من سبیل

یعنی برائی کا بدلہ اسی طرح کی برائی ہے مگر جو درگذر کرے اور اصلاح کرے پس اس کا اجر خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر جس پر ظلم ہُوا ہے وہ اس کے بعد انتقام لے ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو اجازت دی ہے کہ جو اس پر ظلم ہو وہ اس کا بدلہ لے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی بہتر ہے کہ اصلاح کی غرض سے معاف کر دیا جاوے بدی کا بدی سے بدلہ لینے کی بیشک اجازت دی گئی ہے۔ کیونکہ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ اگر ان کی بدی کے عوض ان سے نیکی کی جائے تو وہ اور بھی ظلم پر اتر آتی ہیں۔ اور آخر ظلم کرنے کی عادی بن جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ بدی کے عوض نیکی کرنی دراصل ایک طرح سے ان کے ساتھ ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی تم سے بدی کرے تو تم کو اجازت ہے کہ تم بدی کا بدلہ بدی سے لو۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ البتہ اگر کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بہتر ہے کیونکہ اس کا اجر یا بدلہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اسلئے اگر تم بدی کرنے والے کو معاف کر دو تو تمہاری جگہ اللہ تعالیٰ تمہاری بجائے ظلم کا بدلہ لے گا۔

یہ تعلیم اللہ تعالیٰ نے اس لئے دی ہے کہ اگر بدی کا بدلہ ہمیشہ بدی سے دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ دونوں طرف سے بدیوں کا ایک سلسلہ قائم ہو جائے اور ایک نہ ختم ہونیوالا فتنہ فساد جاری ہو جائے اس طرح اللہ تعالیٰ نے صبر کا بہت اجر رکھا ہے۔ اور صرف اس وقت بدلہ کی اجازت دی ہے۔ جب فساد کے طول کھینچنے کا خوف نہ ہو بلکہ فساد کے سدباب ہمیشہ کے لئے بند کرنا مطلوب ہو اصل بات یہی ہے کہ ظلم کرنے والے کو معاف کر دیا جائے اور اجر اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ بعض اوقات تو بدلہ لینے سے جیسا کہ ہم نے کہا ہے متواتر فتنہ و فساد شروع ہو جاتا ہے۔ یہ امر آنحضرت صلعم کی ایک حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

عن ابی ھریرۃ ان رجلا شتم ابابکر والنبی صلے اللہ علیہ وسلم جالس یتعجب ویتبسم فلما اکثر ردّ علیہ بعض قولہ فغضب النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقام فلحقہ ابوبکر وقال یارسول اللہ کان یشتمنی وانت جالس فلما رددت علیہ بعض قولہ غضبت وقمت قال کان ملک یردّ علیہ فلما رددت علیہ وقع الشیطان ثم قال یا ابابکر ثلث کلھن حق ما من عبد ظلم بمظلمۃ فیغضی عنھا للہ عزوجل الا اعزاللہ بھا نصرہ وما فتح رجل باب عطیۃ یرید بھا صلۃ الا زاداللہ بھا کثرۃ وما فتح رجل باب مسئلۃ یرید بھا کثرۃ الا زاداللہ بھا قلۃ ——— رواہ احمد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور اس شخص کے مسلسل گالیاں دینے اور حضرت ابوبکرؓ کے سکوت پر تعجب کر رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ جب اس نے حضرت ابوبکرؓ کو بہت زیادہ گالیاں دیں تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس کو اس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور اُٹھ کر چل دئے۔ حضرت ابوبکرؓ کو اس سے تکلیف ہوئی اور آپؓ کی ناراضگی کی وجہ معلوم کرنے کے لئے آپؐ کے پیچھے چلے ——— اور عرض کیا۔ یارسولؐ اللہ! وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا۔ تو آپؐ وہاں تشریف فرما رہے اور جب میں نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دیا تو آپؐ ناراض ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش تھے اور اس کی گالیاں صبر سے سن رہے تھے۔ تمہارے ساتھ اللہ کا ایک فرشتہ تھا۔ جو تمہاری طرف سے تمہارا دفاع کر رہا تھا۔ جب تم نے خود جواب دینا شروع کر دیا۔ تو وہ فرشتہ چلا گیا۔ اور لڑائی کے سلسلہ کو آگے بڑھانے کے لئے شیطان درمیان میں آ گیا۔ ایسی صورت میں میں وہاں نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ یاد رکھو! تین باتیں ایسی ہیں جو بالکل سچی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس شخص پر کوئی ظلم یا زیادتی کی جائے اور وہ صرف اللہ عزوجل کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اس سے درگذر کرے اور منتقمانہ جذبات کو دل سے نکال دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں دُنیا اور آخرت میں اس کی بہت زیادہ مدد کرے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کی غرض سے دوسروں کو دینے اور ان کی امداد و اعانت کے لئے اپنے گھر کا دروازہ کھول دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو بہت زیادہ دے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص محض اپنی دولت بڑھانے کے لئے سوال اور گداگری کا دروازہ اپنے لئے کھولے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور کم کر دے گا۔"

(الاعتصام لاہور ۲۶ راگست ۱۹۶۰ء)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بدکلام بدگو اور گالیاں دینے والوں سے خاموشی اور صبر سے ہی پیش آنا اولیٰ ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ ؎

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

آنحضرت صلعم اکثر تکلیف ملنے پر دعائیں دیا کرتے تھے چنانچہ طائف کے سرداروں نے جب آپؐ سے بدسلوکی کی اور شہر کے غنڈوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ تو آپ نے ان کیلئے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کے راستہ پر ڈالے۔

جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے اور اشاعت اسلام کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اس کو اپنے فریضہ کی انجام دہی میں بسا اوقات ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے پڑتا ہے اور پڑے گا۔ جو گالیوں اور ایذاؤں سے اسکے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیا ہے۔ اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے دعاؤں سے جواب دیا ہے۔ الا ما شاء اللہ۔

حبّ وطن

معاصر ہفت روزہ "اقدام" لاہور نے اپنی تازہ اشاعت میں الفضل کے ایک افتتاحیہ "میں پاکستانی ہوں" کا ایک اقتباس اپنے ادارتی نوٹ میں درج کر کے فرمایا ہے

"الفضل نے "میں پاکستانی ہوں" محسوس کرنے کی اہمیت پر زور دے کر اہل پاکستان کے سامنے ایک حقیقت کبریٰ کا اظہار کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ پاکستان کے احمدی جن کی تعداد کئی لاکھ تک بیان کی جاتی ہے اس حقیقت کبریٰ کو اپنی زندگی میں جاری و ساری کر کے دوسرے پاکستانیوں کے لئے عمل کی نئی شاہراہ روشن کریں گے۔"

(ہفت روزہ اقدام ۲۱ راگست ۱۹۶۰ء)

ہماری زبان میں ایک بدنام ضرب المثل "جس کا کھائے اس کا گائے" اس کے عام طور پر معنی خوشامد کرنے کے سمجھے جاتے ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسا شخص جو اس ضرب المثل کو اپنا اصول بناتا ہے ذاتی منفعت کے لئے ان لوگوں کی بیجا و بیجا خوشامد کرتا ہے جن سے اس کو خاص کر روٹی ملتی ہے اور اس طرح وہ صرف ذاتی منفعت کے لئے زندگی کے اعلیٰ اصول قربان کر دیتا ہے۔ وہ اپنے آقائے نعمت کے لئے جھوٹ تک بول لیتا ہے اور جہاں بھی ہو جیسے بھی حالات ہوں اپنے آقائے نعمت کے گن گاتا ہے

ان معنی کے لحاظ سے یہ ضرب المثل صحیح طور پر بدنام ہے اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ محض روٹی اور پیٹ کے دوزخ کے لئے ایندھن مہیا کرنے کے لئے زندگی کے بہترین اصولوں کو تباہ کرنا بڑی بات ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عام انسان ہر وقت نہ بھی گاہے گاہے ضرور اس کا شکار ہوتا ہے شکم کی طلب اتنی تند و تیز ہوتی ہے کہ اکثر انسان اس کے مقابلہ میں عزت نفس جیسی دولت کھو دیتا ہے گداگروں کو جانے دیجئے ان بیچاروں کی تو اوقات ہی کیا ہے۔ دنیا میں روٹی کے لئے عزت نفس کا بیوپار کرنے والوں میں بڑے بڑے لوگ شامل ہیں۔

اس کے برخلاف دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جنہوں نے اصول اور صداقت کی خاطر روٹی تو کچھ بھی نہیں اپنی جانیں تک دے دی ہیں۔ البتہ ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی۔

اگرچہ جیسا کہ ہم نے کہا ہے مندرجہ بالا ضرب المثل کے معنی یہی لئے جاتے ہیں اور عموماً ایسے ہی موقعوں پر اس کا استعمال ہوتا ہے۔ تاہم اگر صداقت کو نہ چھوڑا جائے تو یہ ضرب المثل اچھے معنوں کی جھلک بھی رکھتی ہے اور "وفاداری" کی صفت کا بھی اظہار اس میں داخل ہے۔ مثلاً اگر اس کو اپنے "وطن" کے تعلق میں استعمال کیا جائے تو اپنے وطن کے گن گانا کسی طرح بے جا نہیں۔ اس لئے کہ اپنا وطن ایک انسان کو روٹی دیتا ہے۔ اس کی ہوا اس کے تنفس کی

سفر حج بیت اللہ شریف

(از مکرم الحاج چودھری شبیر احمد صاحب بی اے واقف زندگی۔ ربوہ)

(سابقہ قسط کے لئے دیکھئے الفضل مورخہ ۲۷ راگست ۱۹۶۰ء)

(قسط پنجم)

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر

گیٹ سے مسجد حرام کے داخلی حصہ پہ نظر پڑی تو انسانوں کے ایک جم غفیر کو ایک ریشمی لباس میں ملبوس عمارت جو کہ مسجد کے وسیع صحن کے عین وسط میں نہایت وقار کے ساتھ کھڑی تھی ۔ کے گرد پروانوں کی طرح گھومتے دیکھا۔ یہ ہماری پہلی نظر تھی جو بیت اللہ شریف پر پڑی۔ اس موقعہ کی دعائیں بہت مقبول ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی پوری طاقت سے ان تمام دعاؤں کو مستحضر کیا جن کا اس بیت عتیق کے ازلی و ابدی مالک کے سامنے پیش کرنا عین ضروری ہے۔ اور پھر حضور قلب سے درود شریف پڑھنے کے بعد رو رو کر دعائیں کیں۔ حتیٰ کہ ہمارے ساتھیوں نے ہمارے غیر معمولی گریہ و زاری کو قدرے اچنبھے کی نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔ انکو کیا خبر تھی کہ اسلام کی عظمت تمام دنیا میں دوبارہ قائم کرنے کی تڑپ کیونکہ ہمارے دلوں میں شعلہ فشاں تھی۔ اور وہ عظیم الشان ہستیاں جن کے گوشت اور پوست اشاعت اسلام کی تپش میں کباب ہو رہے ہیں۔ ہماری کس قدر متضرعانہ دعاؤں کے مستحق ہیں۔

اس تپش کو میری وہ جانے کہ دکھاتے ہے تپش
اس الم کو میرے وہ سمجھے کہ ہے وہ دلفگار

دعا کے بعد ہمارے ہاتھ جو نیچے گرے تو مطوف کو سخت پریشانی کے عالم میں پایا۔ "بڑھیا کدھر گئی بڑھیا؟" بوکھلاہٹ میں وہ ہم سب سے پوچھ رہا تھا۔ لیکن جواب کون دیتا۔ خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی مطوف کی ہدایات ذہن سے محو ہو گئی تھیں۔ اور بڑھیا ہجوم کے ریلے میں نہ معلوم کہاں پہنچ چکی تھی۔ مطوف نے اپنے تجربہ کی بنا پر یہی نتیجہ نکالا کہ ہجوم بیت اللہ کی طرف بڑھ رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرف بڑھیا بھی دھکیلی گئی ہو گی۔ اس لئے طواف کے دوران اس کے مل جانے کا امکان ہے۔ چنانچہ ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جبکہ بڑھیا واقعی ہمیں طواف کے چوتھے یا پانچویں چکر میں مل گئی۔ بحالیکہ وہ اپنے طور پر ساتوں چکر پورے کر چکی تھی نہ معلوم یہ ہجوم کے ریلے کا اعجاز تھا یا بڑھیا کے ذوق و شوق کا کمال؟

بیت اللہ اور اس کا ماحول

پیشتر اس کے کہ طواف کی تفصیل عرض کی جائے۔ بیت اللہ اور اس کے ماحول کا نقشہ ذہن نشین کرا دینا ضروری ہے۔ بیت اللہ یا خانہ کعبہ مسجد حرام کے وسیع صحن کے عین وسط میں ایک سیدھے سادے کمرے کی صورت میں ہے۔ جس کی سادگی پر دنیا بھر کی عمارتوں کی خوبصورتی قربان ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس کمرے کی کرسی چھ سات فٹ کے درمیان اونچی ہے۔ طول و عرض میں قریباً تینتیس فٹ بتیس فٹ ہو گا۔ اور بلندی میں قریباً چالیس فٹ (یہ پیمائش میں نے اپنے قدموں اور آنکھوں کے اندازہ سے کی تھی۔) اس سادہ لیکن پُر نور اور باوقار عمارت پر سیاہ رنگ کا خوبصورت ریشمی غلاف چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ جس کے درمیانی حصہ میں عمارت کے چاروں طرف آیات قرآنیہ کی خوبصورت سنہری دھاریاں دوڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کا دستور قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ فتح مکہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آنحضور صلعم کے خلفاء اس کا اہتمام فرماتے رہے اب عرصہ دراز سے مصر کی طرف سے ہر سال نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ پرانا غلاف ٹکڑوں کی صورت میں بطور تبرک فروخت ہونے کے لئے بازار میں پہنچ جاتا ہے

بیت اللہ کے ماحول اور اس کے حدود کی نشان دہی

حطیم
منبر حرم
رکن شامی
شمال
رکن عراقی
باب السلام
مقام ابراہیم
مشرق
باب ملتزم
اندازاً
۳۳ × ۳۲
فٹ
مغرب
رکن یمانی
چاہ زمزم
حجر اسود
طواف شروع کرنے کی لکیر
جنوب

بیت اللہ کے ماحول کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے اس کی حدود کی نشاندہی درج شدہ خاکہ کے ذریعہ سمجھ لینی چاہیئے۔

حجر اسود جس کی سیدھ سے طواف شروع کیا جاتا ہے بیت اللہ کے جنوب مشرقی کونہ میں زمین سے قریباً چار فٹ کی بلندی پر نصب ہے۔ چونکہ مرور زمانہ سے حجر اسود چند ٹکڑوں کی شکل میں رہ گیا ہے۔ اس لئے ایک چاندی کے فریم میں لاکھ کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہے اسی سمت مسجد کے صحن میں ہی چاہ زمزم ہے۔ جس پر ایک کمرہ تعمیر کر دیا گیا ہے چونکہ مسجد میں برقی روشنی کا بہترین انتظام ہے۔ اس لئے کنویں سے موٹر کے ذریعہ ہی پانی باہر نلوں میں بافراط آجاتا ہے یہی وہ بابرکت پانی ہے جو حجاج کے ذریعہ تبرک کے طور پر دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتا ہے۔ خانہ کعبہ کا ایک ہی دروازہ ہے۔ جس کی پیمائش اندازاً $7 \times 3\frac{1}{2}$ فٹ ہو گی۔ یہ دروازہ جسے باب ملتزم کہا جاتا ہے۔ مشرقی دیوار میں زمین سے چھ سات فٹ اونچا (بوجہ بیت اللہ کی کرسی اسی قدر اونچی ہونے کے) نہایت خوبصورت سنہری پترے اور چاندی کے کنڈوں سے جڑا ہوا ہے۔ یہ اکثر بند رہتا ہے۔ اس کی کلید برداری ایک بہت بڑا منصب سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمان بن طلحہ رضؓ کے سپرد فرمائی تھی۔

بیت اللہ کے جانب شرق مقام ابراہیم ہے۔ اور اس سے ذرا آگے باب بنی شیبہ ہے جسے اب باب السلام کہتے ہیں اور یہ اس باب السلام کے علاوہ ہے۔ جو مسجد حرام کی فصیل میں ہے۔ جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ یہ باب السلام جو مسجد کے صحن میں ہے ایک خوبصورت گیٹ کی صورت میں تن تنہا کھڑا ہے۔ مسجد حرام کا قدیمی دروازہ یہی تھا۔ لیکن مسجد کی توسیع کے نتیجے میں یہ اب صحن میں بطور یادگار رہ گیا ہے۔

مقام ابراہیم ایک بڑا سا پتھر ہے۔ جس پر پاؤں کے نشانات موجود ہیں۔ روایت ہے۔ کہ یہ حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں کے نشانات ہیں۔ اسے مقدس تاریخی یادگار کے طور پر محفوظ رکھنے کے لئے ایک جالی دار شیٹ میں رکھا ہوا ہے۔ اس کے جانب شرق شیڈ کی توسیع کر کے دس بارہ افراد کیلئے نماز کی جگہ بنی ہوئی ہے جہاں کہ طواف کے بعد دو رکعات نفل ادا کئے جاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کی شمالی دیوار کے ساتھ نصف دائرہ کی صورت میں قریباً ساڑھے چار فٹ بلند دیوار ہے۔ جو بیت اللہ کے دو کونوں موسومہ رکن عراقی اور رکن شامی کو ملاتی ہے۔ جیسا کہ خاکہ میں دکھایا گیا ہے اس حصہ کو حطیم کہتے ہیں۔ اس کے دائیں طرف مسقف منبر حرم ہے۔ جس کی خوبصورتی جاذب نظر ہے۔ بیت اللہ کے چوتھے کونے کو یعنی جنوب مغربی کونے کو رکن یمانی کہتے ہیں حطیم کی جانب چھت پر ایک سنہری پرنالہ بڑھا ہوا نظر آتا ہے۔ جسے میزاب رحمت کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق سنا گیا ہے کہ بارش کے وقت جب اس پرنالہ سے پانی گرتا ہے تو لوگ بصد شوق اس کے نیچے آکھڑے ہوتے ہیں۔

(باقی پھر)

لجنہ اماء اللہ کا چوتھا سالانہ اجتماع

۲۱-۲۲-۲۳ راکتوبر ۱۹۶۰ء

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا چوتھا سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالےٰ اس سال بھی دفتر لجنہ اماء اللہ میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے ساتھ منعقد ہو گا۔ یہ اجتماع خالص دینی اور تربیتی اجتماع ہوتا ہے جس میں شریک ہونے والی بہنیں خدا تعالےٰ کے فضل سے اپنے دلوں میں نمایاں تغیر محسوس کرتی ہیں۔

برائے مہربانی تمام عہدیداران اپنی اپنی لجنہ میں مسلسل تحریک کرتی رہیں۔ کہ وہ اس بابرکت اجتماع میں کثرت سے شریک ہوں۔ نیز شوریٰ میں پیش کرنے والی تجاویز بھی دفتر میں بھجوا دیں۔

سالانہ اجتماع کا چندہ بھی از راہ کرم جلد روانہ کر دیا جائے۔ تاکہ اجتماع کی تیاری میں روک پیدا نہ ہو۔ نیز لجنہ اماء اللہ اپنے اپنے مشورہ سے مطلع فرمائیں کہ آیا اس مرتبہ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کا اجتماع اکٹھا منعقد کر لیا جائے یا نہیں!

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

ہفتہ وقفِ جدید

۳ تا ۱۰ ستمبر ۱۹۶۰ء

تحریک وقفِ جدید کی اہمیت کو احباب جماعت پر پوری طرح واضح کرنے کے لئے ہفتہ وقفِ جدید منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان و دیگر عہدہ داران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنی جماعتوں میں مقررہ تاریخوں میں جلسے کروا کر موثر تقاریر کے ذریعہ احباب جماعت کو اس تحریک کی برکات اور فوائد سے پوری طرح روشناس کرائیں۔

نیز ایسا انتظام فرمائیں کہ اس ہفتہ کے دوران تمام افراد جماعت تک وصولی اور وعدہ جات میں مزید اضافہ کی تحریک کی غرض سے پہنچا جائے۔ تا جماعت کا کوئی رکن بھی ایسا نہ رہے جو اس مبارک تحریک میں شرکت سے محروم رہ جائے۔

وصولی پر خاص زور دیا جانا چاہئیے۔ جن جماعتوں کی طرف سے اس ہفتہ کے اختتام تک سو فیصدی وصولی کی اطلاع موصول ہوئی۔ ان کے نام خاص طور پر دعا کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ اس وقت فوری وصولی کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ورنہ کام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

(ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

بقایاداروں کیلئے انتباہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جو خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جواب دہ ہے اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ ان کے نام بقایا ہے۔"

وہ احباب جن کے ذمہ تحریک جدید کا بقایا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر غور کریں اور بقایا جلد ادا کرنے کی کوشش فرمائیں تاکہ وہ اشاعت اسلام کے ثواب سے محروم نہ رہ جائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

موضع کرونڈی ضلع خیرپور میں تربیتی جلسہ

مورخہ ۱۹ ۸ بروز جمعہ مسجد احمدیہ کرونڈی میں ساڑھے آٹھ بجے شام زیر صدارت محمد یعقوب صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرونڈی ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد شریف احمد دیرڑھوی نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد میاں علی نواز خان جانڈیو نے نظم پڑھی۔ پھر مولوی نذیر احمد صاحب شاہد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں پر تقریر کی۔ اس کے بعد میاں علی نواز خان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں اپنی سندھی نظم پڑھی۔ اس کے بعد مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ نے تقریر فرمائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں بیان فرمایا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیوں پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر ایک گھنٹہ تک رہی۔ بالآخر جلسہ ساڑھے دس بجے دعا پر ختم ہوا۔ جلسہ میں مستورات کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔

ہمارے لئے یہ امر خوشی کا موجب ہوا کہ شہر کے رئیس جناب وڈیرہ شاہ نواز خان صاحب جانڈیو بھی جلسہ میں تشریف لائے اور دیگر معززین نے بھی شرکت فرمائی۔ ہمارا یہ تربیتی جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ (شریف احمد دیرڑھوی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کرونڈی ضلع خیرپور سندھ)

سیکرٹریانِ مال اور سیکرٹریانِ وقفِ جدید کی توجہ کے لئے

بعض جماعتوں کی طرف سال ۱۹۵۸ء و سال ۱۹۵۹ء کے بقایاجات چندہ وقفِ جدید چلے آ رہے ہیں۔ ان بقایاجات کی وصولی کی علیحدہ اطلاع دفتر ہذا کو دینی ضروری ہے ورنہ تمام آمدہ رقم کا سال رواں کی وصولی میں ہی شمار ہوتا رہے گا۔

بعض جماعتوں کی طرف سے فی الواقع ایسے بقایاجات وصول کر کے بھجوائے گئے ہیں مگر دفتر کو ان کی تفصیل کا کوئی علم نہیں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا عہدیداران متعلقہ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ تمام بقایاجات کی روانگی کی تفصیل سے مطلع فرمائیں تا ان کی جماعت کے ذمہ نخواہ بقایاجات معلق نہ رہیں۔

(۲) بہت سی رقوم چندہ وقف جدید کے سلسلہ میں ایسی بھی وصول ہوئی ہیں جن کی اسم وار تفصیل متعلقہ عہدیداران کی طرف سے بھجوائی نہیں گئی یا کسی وجہ سے دفتر میں نہیں پہنچی۔ جس کی وجہ سے وصولی اور بقایاجات کی نام بنام تخصیص کرنے میں روک پیدا ہو رہی ہے۔ جس کی طرف بذریعہ ڈاک متعلقہ عہدیداران کو توجہ دلائی گئی ہے۔ مگر ابھی تک بہت سے عہدیداران اس بارہ میں خاموش ہیں۔ اب پھر درخواست کی جاتی ہے کہ ایسی رقوم کی تفصیل سے دفتر کو مطلع فرمائیں اور آئندہ اس بارہ میں پوری احتیاط کی جائے۔ (ناظم مال وقف جدید)

ہیلے کالج آف کامرس لاہور

بزنس ایڈمنسٹریشن۔ اکاؤنٹنسی۔ آڈیٹنگ۔ بینکنگ۔ ٹرانسپورٹ وغیرہ کی تعلیم مستحقین کیلئے وظائف بی کام پارٹ ون و ایم کام میں داخلے کے لئے انٹرویو ۲۹ و ۹ ۱۰۔ درخواستیں بمعہ مصدقہ نقول اسناد و پاسپورٹ سائز فوٹو بالترتیب ۹ ۶ و ۹ ۹ تک۔ پراسپکٹس دفتر کالج سے چار آنے نقد میں۔ (پ ٹ ۱۹ ۸)

(ناظر تعلیم۔ ربوہ)

پتہ مطلوب ہے

مجھے فضل نور صاحبہ والدہ مظفر عالم (اہلیہ ڈاکٹر منظور احمد صاحب مرحوم ولد مولوی دلپذیر صاحب مرحوم) جو پہلے ڈسپنسری موضع خورد ضلع جہلم میں بطور نرس کام کرتی تھیں اور بعد میں کوہ نور ٹیکسٹائل مل راولپنڈی میں کام کرتی رہی ہیں کے ایڈریس کی ضرورت ہے۔ اگر کسی کو ان کا پتہ ہو یا وہ خود پڑھیں تو اپنے پتہ سے مطلع فرمائیں۔

(اہلیہ مولوی عبد المالک صاحب موضع خورد۔ ڈاکخانہ خاص براستہ سنگھوئی ضلع جہلم)

شکریہ احباب و درخواست دعا

(از مکرم مرزا عطاء اللہ صاحب اسلامیہ پارک لاہور)

ان چند سطور کے ذریعہ میں ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے نسبتی فرزند نصیر احمد صاحب منیجر فلپس الیکٹریکل کمپنی ڈھاکہ کی وفات پر مجھ سے بذریعہ خطوط ہمدردی اور افسوس کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ مخلصین جماعت سے میری درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا وند کریم اسے جوار رحمت میں جگہ دے اور اس کی بیوہ اور بچوں کے لئے کفالت کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

(مرزا عطاء اللہ، زبیر سٹریٹ اسلامیہ پارک لاہور)

دعائے نعم البدل

(۱) خاکسار کے نسبتی برادر بابو محمد یعقوب صاحب اوورسیر چھجہ عباسیاں کا لڑکا بعمر آٹھ ماہ فوت ہو گیا ہے احباب صبر جمیل اور نعم البدل کی دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

(خاکسار عبد المنان شاہد مربی)

(۲) برادرم چوہدری عبد اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۲ ٹی۔ ڈی۔ اے کا لڑکا اعجاز اللہ بعمر ۷ ماہ ۱۶ ۸ کو فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام بزرگان کرام کی خدمت میں دعائے نعم البدل کے لئے درخواست ہے۔

(عطاء اللہ خان چک ۲ ٹی ڈی اے ضلع سرگودھا)

درخواست دعا

عزیزم عبد المنان خان ابن ملک عبد المالک صاحب انٹرنیشنل یونیورسٹی ٹوکیو (جاپان) میں پوسٹ گریجویٹ مکینیکل انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے ان کی کامیابی اور بخیریت ٹوکیو پہنچنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(عبد الرب خان ۳ ۴۳ عبد الکریم روڈ۔ لاہور)

شوریٰ انصار اللہ کے لئے تجاویز مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۰ء ہے (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ واری پر شائع کر رہا ہے:

آج یہ حالت ہے

کہ اسلام غالب آچکا ہے ان کی امارتیں ٹوٹ چکی ہیں۔ ان کی اپنی اولادیں اسلام کی غلامی میں شامل ہو چکی ہیں۔ اور اب وہ یہ دریافت کرنے آئی ہیں کہ ہمارے باپ دادا سے جو قصور ہوا تھا۔ وہ تو ہوا۔ ہماری پیشانیوں پر ان کی بدعملی کی وجہ سے جو داغ لگ چکا ہے۔ اس کو ہم کس طرح دور کریں۔ حضرت عمرؓ پر اس سوال کو سنکر رقت طاری ہو گئی۔ آپ بول نہ سکے کیونکہ ڈرتے تھے کہ اگر میں بولوں گا تو مجھے رونا آجائیگا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور شام کی طرف اشارہ کر دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ شام میں لڑائی ہو رہی ہے۔ تم شام میں چلے جاؤ اور اسلام کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤ۔ شاید اس طرح یہ ذلت دور ہو جائے جس نے تمہارے قلوب کو بے چین بنا رکھا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے

کہ وہ اسی وقت وہاں سے اٹھے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شام کی طرف چل پڑے اور اسلامی جنگ میں شریک ہو گئے۔ اور پھر تاریخ بتاتی ہے کہ ان میں سے ایک شخص بھی زندہ واپس نہیں آیا سب کے سب شہید ہو گئے۔ تو دیکھو کس قدر عظمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی صحابہؓ کی تھی۔ کہ امرا اور رؤسا آئے۔ مگر ان کی طاقت نہ تھی کہ وہ غلام صحابہؓ سے آگے بیٹھ سکیں۔ لیکن اس عظمت کے باوجود جسے قرآن کریم نے بھی تسلیم کیا ہے۔ جس کا احادیث میں بھی ذکر آتا ہے۔ جس کو مسلمان بھی سب کے سب مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس

شان اور عظمت والی جماعت

کے متعلق فرماتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص دو کا مقابلہ کر سکے گا۔ لیکن وہ جماعت جو بعد میں آنے والی تھی۔ اور جو بہر حال دوسرے درجہ کی تھی۔ اس کے متعلق فرماتا ہے کہ ان میں سے ایک دس کا مقابلہ کر سکے گا۔ ہم مانتے ہیں کہ بعد میں آنے والے بھی اعلیٰ پایہ کے انسان تھے۔ اور وہ اپنے اندر ایمان اور اخلاص رکھتے تھے لیکن پھر بھی

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا

کہ ابتداء اسلام میں۔ ایسے ہی لوگ تھے جنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور جو آپ کے فیوض سے براہ راست مستفیض ہوئے مگر بعد میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب لڑائیاں ہوئیں تو گو اُن میں صحابہؓ بھی شامل تھے۔ مگر ان کی کثرت نہیں تھی۔ اگر دس صحابی ہوتے تو نوے دوسرے لوگ ہوتے۔ لیکن اس زمانہ کے متعلق جبکہ صحابہؓ کم ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے ایک دس کا مقابلہ کر سکے گا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بعد میں ایک مسلمان نے چالیس چالیس پچاس پچاس کفار کا مقابلہ کیا ہے۔

یرموک کی جنگ

میں قیصر نے اپنے کمانڈر انچیف سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم جنگ جیت کر آئے تو میں اپنی لڑکی کی تم سے شادی کر دونگا۔ اور آدھی سلطنت کا تمہیں مالک بنا دونگا۔ یہ اتنا بڑا الالچ تھا کہ اس نے یہ جنگ جیتنے کے لئے اپنی انتہائی طاقت صرف کر دی۔ سارے ملک سے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے فوجیں نکلیں۔ یورپین مؤرخین کے اندازہ کے مطابق ان کی چار لاکھ فوج تھی۔ اور مسلمان مورخین کے نزدیک دس لاکھ تھی۔ اس کے بالمقابل اسلامی لشکر مسلمان مورخین کے نزدیک تیس ہزار اور عیسائی مورخین کے نزدیک ساٹھ ہزار تھا اب خواہ ساٹھ ہزار کو دس لاکھ کے مقابلہ میں رکھ لو۔ یا تیس ہزار کو چار لاکھ کے مقابلہ میں رکھ لو۔ تب بھی مسلمانوں کی

کفار کے مقابلہ میں

کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔ مگر اس جنگ میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے ایسی بُری طرح شکست کھائی کہ ان کا کمانڈر انچیف میدان میں ہی مارا گیا۔ اور عیسائی لشکر اپنی لاشوں کے انبار میدان میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حالانکہ صحابہؓ کی ان میں اکثریت نہیں تھی۔ وہ لوگ جو سابقون الاولون میں سے تھے۔ جن کی خدا اور اس کے رسول نے تعریفیں کی تھیں۔ وہ وفات پا چکے تھے۔ مگر ان کے متعلق تو فرمایا کہ ان میں سے ایک دو کا مقابلہ کر سکے گا۔ اور بعد میں آنے والوں کے متعلق فرمایا کہ ان میں سے دس سو کا مقابلہ کر سکیں گے۔

پس یہاں

طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے

کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ کیوں بعد میں آنے والوں کی زیادہ طاقت تسلیم کی گئی ہے۔ اگر تو عَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضُعْفًا سے مُراد ایمانی ضعف لیا جائے۔ تو نعوذ باللہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بعد میں آنے والے زیادہ ایماندار ہوں گے۔ تم میں ایمانی طاقت کم ہے۔ اور یہ بالبداہت غلط اور قرآن اور حدیث کے خلاف ہے۔ پھر اس کا کیا مطلب ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں

ضعف سے مُراد

ایمانی ضعف نہیں۔ بلکہ اس جگہ وہ رعب مراد ہے جو فاتح حکومتوں کو آپ ہی آپ ملتا چلا جاتا ہے۔ دنیا میں ایک عمل ہوتا ہے اور ایک مجموعۂ اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نہایت اخلاص سے مسلمان ہوا ہے۔ اور اسے پہلے دن نماز پڑھنے کی توفیق ملی ہے۔ تو باوجود سارے اخلاص کے نماز میں اس سے کئی غلطیاں ہو جائیں گی۔ لیکن ایک منافق جو دس سال سے نمازیں پڑھتا چلا آرہا ہے۔ جب وہ نماز پڑھے گا۔ تو اس کی نماز زیادہ صحیح نظر آئیگی۔ کیونکہ اسے نماز کی عادت ہو چکی ہے۔ اسی طرح

عمل کا ایک نتیجہ

ہوتا ہے اپنی ذات میں اور ایک مجموعۂ اعمال کا بعد میں نتیجہ نکلتا ہے۔ اعمال اثر ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ اور بعد میں ان کا مجموعی طور پر ایک نتیجہ نکل آتا ہے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان نیک عمل کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سفید نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب بُرا عمل کرتا ہے تو سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ متواتر نیک عمل کرتا چلا جاتا ہے تو اس کے دل پر سفید نقطے لگتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس پر نیکی کرنا اور نیک اعمال بجالانا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ یکے بعد دیگرے بُرے اعمال میں مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے۔ تو اس کے دل پر سیاہ نقطے لگتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا دل سیاہ ہو جاتا اور بدی کرنا اس پر آسان ہو جاتا ہے پس یہ ایک

مسلّمہ اصل ہے

کہ متواتر کام کرنے کے نتیجہ میں انسان اپنے کام میں سہولت محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور پہلا سا بوجھ یا پہلی سی مشقت اسے برداشت نہیں کرنی پڑتی۔ اصل بات یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں زیادہ تر مسلمانوں میں وہ لوگ تھے جو لڑائی کے فن کے ماہر نہ تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب اسلام سے پہلی حالت میں تھے۔ تب بھی وہ لڑنے والوں میں شمار نہیں کئے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ لڑنے والے تھے۔ حضرت عثمانؓ کمزور اور نرم طبیعت کے تھے۔ حضرت علیؓ گو خاندان کے لحاظ سے فوقیت رکھتے تھے۔ مگر اس وقت بہت چھوٹی عمر کے تھے۔ یہی حال اور صحابہؓ کا تھا کہ وہ فنون جنگ کی کوئی مہارت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے

کفار سے جنگ

کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں ان کی حالت کا ذکر کیا ہے۔ وہ لڑائی سے سخت کراہت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَھُمْ کَارِھُوْنَ وہ لڑائی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ ان میں سے اکثر جنگی آدمی نہیں تھے۔ مدینہ کے لوگ ایسے ہی سمجھے جاتے تھے۔ جیسے ہندوستان میں کشمیری سمجھے جاتے ہیں۔

بدر کی جنگ

میں ابوجہل کو مدینہ کے دو انصاری لڑکوں نے مارا تھا۔ جب جنگ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابوجہل کی تلاش میں نکلے۔ اور اسے ایک جگہ زخموں کی شدت کی وجہ سے مرتے ہوئے پایا تو وہ اس کے قریب گئے اور اس سے پوچھا کہ بتاؤ کیا حال ہے۔ اسنے کہا مجھے موت کا کوئی غم نہیں۔ سپاہی میدان جنگ میں مرا ہی کرتا ہے مجھے صدمہ یہ ہے کہ مجھے مدینہ کے دو چھوکروں نے مارا ہے۔ میرے جیسا کمانڈر انچیف مدینہ کے دو لڑکوں کے ہاتھ سے مارا جائے۔ یہ بہت ہی ذلت کی بات ہے پس مجھے صدمہ ہے تو یہ کہ مدینہ کے دو چھوکروں نے مجھے مارا۔ پس عَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضُعْفًا میں ایک تو اس لحاظ سے مسلمانوں کا ضعف مراد ہے کہ مسلمان طبعی طور پر لڑائی سے نفرت کرنے والے تھے۔ عام طور پر اسلام میں ایسے ہی لوگ شامل ہوتے تھے جو علمی مذاق رکھنے والے تھے

جب جہاد فرض ہوا تو وہ تلوار چلانے سے کراہت کرتے تھے اس لئے ان میں

مشاقی اور فن کی مہارت

قدرتی طور پر آہستہ آہستہ پیدا ہوئی جوں جوں وہ جنگوں میں حصہ لیتے چلے گئے ان کے اندر مہارت بھی پیدا ہوتی چلی گئی مگر اس کے بالمقابل دشمن میں بھی مہارت پیدا ہو رہی تھی یہ تو نہیں تھا کہ مسلمان فنون جنگ کے مشاق بن رہے تھے تو کفار کو یہ مشق نہیں ہو رہی تھی دونوں کو ہی مشق ہو رہی تھی اور دونوں ہی فنون جنگ کے ماہر بن رہے تھے مگر معجزہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ مسلمان اس فن کے ماہر نہ تھے وہ اس قدر جلد ترقی کر گئے کہ تھوڑے دنوں میں ہی وہ مہارت میں کفار سے بہت آگے نکل گئے۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ

بہت دبلے پتلے آدمی تھے اس زمانہ میں لڑائی کا قاعدہ یہ ہوتا تھا کہ پہلے فریقین میں سے ایک ایک آدمی نکلتا اور ان کی دست بدست تلوار سے جنگ ہوتی۔ اس دوران میں بعض دفعہ جوش کی حالت میں ایک شخص دوسرے کو پکڑ کر زمین پر گرا دیتا اور تلوار سے اس کا سر قلم کر دیتا تھا ایک دفعہ ایک عیسائی جرنیل سے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ لڑ رہے تھے کہ یکدم اس نے آپؓ کو پکڑ کر نیچے گرا لیا وہ موٹا تازہ تھا اور یہ دبلے پتلے اور چاہا کہ تلوار سے ان کا سر کاٹ دے کہ یکدم ایک مرتبہ جو اسلام چھوڑ کر عیسائی لشکر میں شامل ہو گیا تھا اور جس کے متعلق یہ حکم تھا کہ وہ جہاں ملے اسے مار ڈالا جائے باہر نکلا۔ جب حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ گر پڑے تو چونکہ وہ اعلیٰ درجہ کے جرنیلوں میں سے تھے اسلامی لشکر پر سناٹا چھا گیا اور مسلمانوں کے دل دھڑکنے لگے انہوں نے سمجھا کہ اب ہماری طرف سے کوئی شخص ان کی مدد کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اسکے پہنچنے سے پہلے پہلے عیسائی ان کا سر کاٹ دیگا مسلمان اس فکر میں ہی تھے کہ ایک شخص عیسائی لشکر میں سے نکلا اور اس نے اپنے جرنیل کو خنجر مار کر ہلاک کر دیا مسلمانوں نے دیکھا تو وہ وہی مرتد تھا جس کے قتل کا مسلمانوں کو حکم ملا ہوا تھا پھر وہ اسلامی لشکر میں آیا اور اس نے کہا

اصل بات یہ ہے

کہ میرے دل میں اپنے فعل پر دیر سے ندامت پیدا ہو چکی تھی اور میں چاہتا تھا کہ پھر اسلام کی طرف واپس لوٹوں اب جب میں نے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کو نیچے گرتا دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ موقع ہے ارتداد کے کفارہ کا۔ اب کوئی مسلمان ان کی مدد کے لئے نہیں پہنچ سکتا چنانچہ میں خنجر لے کر عیسائی جرنیل پر کود پڑا اور میں نے سمجھا کہ شاید اس فعل کے بدلے اللہ تعالیٰ میرے گناہ بخش

قصور کو معاف فرما دے۔ تو دیکھو عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کیسے بہادر تھے کہ وہ عیسائی جرنیل کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور باوجود اس کے کہ ان کا جسم روزے رکھ رکھ کر بہت کمزور ہو چکا تھا انہوں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ میرا مقابل موٹا تازہ ہے یا مجھ سے زیادہ قوت جسمانی رکھتا ہے مگر یہی لوگ تھے جن کا ابتدائی زمانہ میں جنگوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کا جنگوں سے کوئی واسطہ نہ تھا نہ عبد الرحمن کا جنگ سے کوئی تعلق تھا۔ حضرت ابو بکرؓ تاجر تھے اور علمی ذوق رکھنے کی وجہ سے ایسی ہی مجالس میں بیٹھا کرتے تھے جہاں علمی گفتگو ہو رہی ہو طبیعت کے بھی بہت نرم تھے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکرؓ کا دل نہ دکھانا اس کا دل بڑا نرم ہے مگر پھر یہی ابو بکرؓ تھے کہ جن کا دل اتنا مضبوط ہو گیا کہ جب مدینہ پر ایک لاکھ مرتدین حملہ کر کے آ گئے اور گرد کے علاقہ والوں نے کہلا بھیجا کہ ہم آپؓ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ ہم سے زکوٰۃ نہ لی جائے تو وہ ابو بکرؓ جو کپڑوں کی گٹھڑی سر پر رکھ کر باہر تجارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اس بات کو جاننے کے باوجود کہ

مدینہ کی حفاظت

کے لئے جو لشکر تھا وہ اسامہ کی سرکردگی میں آپؓ باہر بھیج چکے ہیں اور پیچھے کوئی نہیں جو اس لشکر کا مقابلہ کر سکے اور مسیلمہ کذاب ایک لاکھ نجدی سپاہیوں کے ساتھ جو انتہا درجہ کے لڑاکے اور جنگجو تھے حملہ آور ہوا ہے اور باوجود اس بات کے کہ بعض صحابہؓ نے کہا کہ آپ لوگوں کی اس بات کو مان لیجئے رفتہ رفتہ ہم ان کو سمجھا لیں گے حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ یہ جواب دیتے ہیں کہ کیا تم مجھے یہ کہتے ہو کہ میں وہ کام کروں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

زکوٰۃ فرض قرار دی ہے

اور تم چاہتے ہو کہ میں ایک دو سال کے لئے انہیں زکوٰۃ معاف کر دوں خدا کی قسم اگر دشمن مدینہ میں گھس آئے اور وہ مسلمان عورتوں کو قتل کر کے اُن کی لاشیں گلیوں میں پھینک دے اور کتے اُن کی ٹانگیں گھسیٹتے پھریں تب بھی میں ان کو زکوٰۃ معاف نہیں کر سکتا۔ میں اکیلا ان کا مقابلہ کروں گا۔ اگر تمہیں ڈر ہے تو بے شک چلے جاؤ۔ ابو بکرؓ اکیلا لڑے گا اور اس وقت تک ان سے لڑائی جاری رکھے گا۔ جب تک وہ اسی طرح زکوٰۃ نہیں دیتے جس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں زکوٰۃ دیا کرتے تھے اگر اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی ایک رسی دینے سے بھی

وہ انکار کریں گے تو میری جنگ اُن سے جاری رہے گی اور وہ نہیں رکے گی۔ جب تک پورے طور پر وہ اسلامی احکام کے سامنے اپنے سر کو جھکا نہیں دیتے اب دیکھو بعد میں ان کے

ایمان کی ترقی

کہاں تک پہنچ گئی تھی۔ بے شک جنگی لحاظ سے ابتداء میں ان کے اندر کئی قسم کی کمزوریاں تھیں مگر بعد میں جنگی مہارت ان میں ایسی پیدا ہوئی کہ وہ آناً فاناً کہیں کے کہیں جا پہنچے۔ چنانچہ ان میں ایسی مہارت پیدا ہو گئی کہ عیسائی لشکروں کے مقابلہ میں ایک ایک مسلمان بارہ بارہ بلکہ بیس بیس عیسائیوں کا مقابلہ کرتا اور کامیاب ہو کر واپس لوٹتا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ اُن کا ایمان بڑھ گیا تھا یا بعد میں آنے

والے پہلوں سے زیادہ مخلص تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رفتہ رفتہ جنگ میں مہارت بخش دی تھی اور

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا دین تھی

اس دین کا اللہ تعالیٰ نے محولہ بالا آیات میں ذکر فرمایا ہے کہ ہم فنون جنگ میں تمہیں اتنی مہارت بخشیں گے کہ تمہارا ایک آدمی اٹھیگا تو اس کے مقابلہ میں بڑے بڑے بیس بیس تجربہ کار سپاہی بھی ہار نے چلے جائیں گے پس یہاں ضعف سے ایمانی ضعف مراد نہیں بلکہ مہارت اور فن کا ضعف مراد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ابھی تو ایک مسلمان دو کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ لیکن پھر ایک سے دس کا مقابلہ ہو سکے گا۔ (باقی)

وصیت کی اہمیت

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”تیسرا مسئلہ وصیت کا ہے۔ یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے۔ مگر وہ وصیت کے بارے میں سستی دکھلاتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں۔ ان کو آج کل کرتے کرتے موت آ جاتی ہے۔ پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے۔ مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے۔ مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے ایسے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ وصیت کر دیں بلکہ ایسے دوستوں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی [illegible] جو پانچ پیسے فی روپیہ چندہ دیتے ہوتے ہیں۔ اور صرف دمڑی یا دھیلہ انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم [illegible] (الفضل [illegible])

بقیہ لیڈر صفحہ ۲

میں جاتی ہے۔ بلکہ اس کی تمام مادی زندگی کی ضروریات وطن ہی پورا کرتا ہے۔ اس کی اور اس کے بال بچوں اور عزیزوں کی حفاظت کرتا ہے وطن ہی وہ دیس ہے جہاں وہ پیدا ہوا بڑھا پھلا پھولا اور پروان چڑھا جو اس کی معیشت کے لئے میدان مہیا کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان اپنے وطن کے گن گائے۔ اس کے ساتھ وفاداری کرے اس کی عزت کے لئے اپنی دولت اپنی جان اپنی اولاد قربان کرے تو کیا یہ زیبا نہیں؟ بے شک جماعت احمدیہ ملکی سیاسیات میں کوئی حصہ نہیں لیتی یعنی وہ کوئی سیاسی جماعت یا پارٹی نہیں ہے۔ جس کی غرض یہ ہو کہ اپنے حق میں رائے عامہ کر کے ملک کے اقتدار پر قابض ہو جائے۔ وہ سراسر ایک مذہبی جماعت ہے اور اس کی سرگرمیاں تبلیغ و اشاعت اسلام ہے۔ گو نہیں تاہم ایک پاکستانی احمدی

بھی پاکستان سے ویسی ہی محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ کوئی بہتر سے بہتر پاکستانی کر سکتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اقدام کے مدیر اس حقیقت کو جانتے ہیں اس لئے انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ پاکستانی احمدیوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ حب وطن میں دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ اس لئے ہمیں کسی کو یہ یقین دلانے کی ضرورت نہیں کہ پاکستانی احمدی واقعی ایک نمونہ کا محب وطن ہے۔

حب وطن کا جذبہ دراصل ایک اسلامی جذبہ ہے اور جزو ایمان ہے۔ اسلئے بھی ایک احمدی [illegible] دعویٰ ہے کہ وہ اس [illegible] کی اشاعت اور دین کے احیاء کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اپنے وطن سے جائز محبت رکھتا ہے اور اس کی بہبودی اور خیر خواہی کے لئے قربانی کرنے سے گریز نہیں کرتا۔

ستمبر ۶۰ء میں آپ کی قیمت اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل احباب کی قیمت اخبار الفضل ماہ ستمبر سنہ ۶۰ء میں ختم ہو رہی ہے اور حسب سابق ان کو وی، پی کئے جا رہے ہیں براہ کرم وصول فرما کر ممنون فرمادیں ——

درج شدہ تاریخ اصل مدت سے دس دن قبل کی ہے۔ وہ احباب جماعت جن کے ارشاد پر اُن کو وی۔ پی نہیں کئے جاتے۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ بھی بذریعہ منی آرڈر اپنا چندہ اخبار جلد از جلد ارسال فرمادیں تاکہ اخبار جاری رکھا جا سکے

(مینیجر الفضل)

خریداری نمبر	نام خریدار	تاریخ
۳۳۱۲	چوہدری فضل احمد صاحب	۱۶ ۹/۶۰
۲۸۰۱	ڈاکٹر کیپٹن عبدالرحیم صاحب	//
۳۲۹	ملک احمد اعجاز صاحب	۱۷ ۹/۶۰
۸۵۸	خواجہ بشیر احمد صاحب	//
۱۴۱۴	چوہدری عبدالوحید خانصاحب	//
۳۱۴۴	// بشیر احمد صاحب	۱۸ ۹/۶۰
۳۳۰۱	محمد اقبال صاحب منہاس	//
۳۴۴۷	صوفی نذیر احمد صاحب	//
۲۱۷۴	چوہدری عبدالحق صاحب	//
۳۴۸۴	شیخ نذیر احمد صاحب سلیم احمد خاں	۱۹ ۹/۶۰
۲۲۷۴	صوبیدار مرزا غلام حسین صاحب	//
۳۳۵۷	خواجہ ناصر احمد صاحب	//
۳۲۳۷	نوجب خاں صاحب	//
۲۸۱۲	مرزا مجید رفیع ذکی صاحب	//
۳۶۷	چوہدری نصیر احمد صاحب	//
۸۴۴	محمد شریف احمد صاحب	//
۴۳۰	مستری فضل دین صاحب احمدی	۲۰ ۹/۶۰
۱۶۴	چوہدری محمد حسن صاحب	//
۴۵	ملک محمد حسین صاحب	//
۹۴۷	چوہدری غلام احمد صاحب	//
۳۵	عزیز محمد خانصاحب	//
۱۰۸	چوہدری محمد شفیع صاحب	//
۲۷۴۹	حمید احمد صاحب کلیم	//
۲۲۰۹	ظہور حسین شاہ صاحب	//
۲۹۳۳	کھوکھر جنرل سٹور	//
۲۷۹۹	مرزا محمد شریف صاحب چغتائی	۲۱ ۹/۶۰
۲۸۶۳	خواجہ عبدالرحیم صاحب	//
۴۰	ڈاکٹر احمد دین صاحب	//
۹۴	عبدالحق۔ عبداللطیف صاحبان	//
۲۴۰۶	ڈاکٹر نصیر احمد صاحب قبولہ	//
۱۹۹۶	میاں محمود احمد صاحب	۲۱ ۹/۶۰
۲۶۷۱	چوہدری خورشید احمد صاحب	//
۲۸۲۰	ایس۔ اے۔ خانصاحب	۲۲ ۹/۶۰
۳۴۶۳	جناب ایم۔ اے یحییٰ صاحب	//
۴۳۹	ملک غلام احمد صاحب	//
۸۲۲	ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب	//
۲۱۳۱	مولوی نظام الدین صاحب	۲۳ ۹/۶۰
۳۳۱۸	سید نذیر حسین شاہ صاحب	//
۳۲۲۹	میاں سلطان احمد صاحب	۲۴ ۹/۶۰
۲۹۵۴	محمد یوسف علی صاحب	//
۲۰۴۱	چوہدری محمد نبی خانصاحب	//
۱۸۹۶	Lt/Col.S.M.Ahmad	۲۵ ۹/۶۰
۲۰۴۴	انجمن احمدیہ بالاکوٹ	//
۳۱۳۵	میاں نیاز احمد اعظم صاحب	//
۲۸۲۵	رشید احمد صاحب ہیڈ کلرک	//
۲۸۲۲	چوہدری بشیر احمد صاحب	۲۶ ۹/۶۰
۳۴۱۱	رشید زمان صاحب	//
۵۵۸	ملک فضل حق صاحب	//
۱۹۴۵	دواخانہ طب جدید	۲۷ ۹/۶۰
۲۸۲۷	مرزا سلطان احمد۔ مرزا بشیر احمد صاحبان	//
۲۸۲۶	ملک نذیر احمد صاحب	//
۲۲۰۵	چوہدری محمود احمد صاحب	//
۳۲۱۸	کرنل مبارک احمد صاحب	//
۲۰۹۵	ڈاکٹر منظور احمد صاحب	۲۸ ۹/۶۰
۲۱۱۴	امان اللہ صاحب سیال	//
۳۲۸۱	میسرز ملک اینڈ کمپنی	//
۳۰۵۳	میاں عزیز محمد صاحب قریشی	//
۳۲۸۳	چوہدری سارنگ خانصاحب	۳۰ ۹/۶۰
۳۲۸۴	محمد عقیل صاحب	//
۲۰۶۲	زہرہ بیگم صاحبہ بی اے	//
۲۸۱۸	چوہدری مبارک احمد خانصاحب	//

تصحیح الفضل مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۶۰ء میں میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب آف قادیان حال ربوہ کے چند رسالوں پر تبصرہ شائع ہوا ہے۔ اس میں ایک رسالہ کا نام اور قیمت لکھنے سے رہ گئے ہیں۔ طبی نسخہ جات اصل نام "علم طب" الموسوم بہ بیمی نسخہ جات ہے۔ اور اس کی قیمت ۱۰/ فی نسخہ ہے۔

درخواست دعا میرے والد محترم ابراہیم صاحب زعیم انصاراللہ جماعت احمدیہ موضع گرمولا ورکاں عرصہ سے تپ دق کی مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ احباب جماعت ان کی شفایابی کے لئے دعا کریں۔

(مبارک احمد منیر موضع گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ)

فنی امداد پر ایک نظر

(مرکز اطلاعات اقوام متحدہ)

آج پسماندہ علاقوں میں بسنے والی دو تہائی آبادی کو بھوک، بیماری، غربت اور جہالت سے روزمرہ کا سابقہ ہے دنیا کے تمام انسانوں میں اوسطاً صرف ایک چوتھائی ۳۰ سال کی عمر سے تجاوز کرنے کی توقع کر سکیں گے یہی نہیں۔ کم از کم نصف انسانی آبادی کو پیٹ بھر کھانا میسر نہیں اور وہ ناخواندہ ہے۔ اور ہر چار آدمیوں میں سے تین کی سالانہ آمدنی تین سو روپے سے زیادہ نہیں ہے۔

بہر نوع اب وہ زمانہ باقی نہیں رہا جب انسان ہر طرح کا دکھ درد تن بہ تقدیر برداشت کر لیتا تھا۔ ہنر و فن کی موجودہ نشوونما، کارہائے نمایاں اور امید افزائیوں نے تمام دنیا میں ایک بہتر زندگی کے تقاضے کو تقویت پہنچائی ہے۔ چنانچہ برطانیہ کے ممتاز مؤرخ آرنلڈ ٹوائنبی کے قول کے مطابق ابتدائے عہد تاریخ سے تا بہ حال یہ پہلا دور ہے جب انسان نے یہ سوچنے کی جرأت کی ہے کہ تمام نسل انسانی کا تہذیب کے فوائد سے متمتع ہونا ممکن العمل ہے۔

ان معاشرتی قوتوں اور عقیدوں کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اقوام متحدہ اور متعلقہ مخصوص ادارے اس فکر میں ہیں کہ اقتصادی ترقی کی بنا پر عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کی صورت پیدا کی جائے۔

فنی استعداد کی ضرورت

اپنے افراد اور مادی وسائل کے بھرپور اور بہتر استعمال کے لئے پس ماندہ ملکوں کو صرف سرمایہ اور مشینوں ہی کی ضرورت نہیں جو اقتصادی اور معاشرتی بہتری کے لئے آلے تیار کر سکیں، ان کو ایسے افراد کی بھی ضرورت ہے۔ جو ان آلوں کا صحیح استعمال جانتے ہوں خواہ وہ آلے محض معمولی ہنسیا ہوں یا پیچیدہ قسم کی بجلی پیدا کرنے والی مشینیں ہوں یا میزان لگانے والی مشینیں۔ مؤخر الذکر مشینیں فراہم شدہ اعداد و شمار کا حساب لگاتی ہیں۔ جو ترقی کے لئے کامیاب تدابیر وضع کرنے اور ان کو عمل میں لانے کے لئے از حد ضروری ہے۔

غرض اس وقت ایسے خصوصی تربیت یافتہ مردوں اور عورتوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد میں ضرورت ہے۔ جو ہسپتال اور محکمہ صحت کو چلا سکیں۔ کھیتوں میں غلہ کی پیداوار بڑھا سکیں۔ نئے کارخانوں میں نئی مشینیں نصب کر سکیں یا ان کو چلا سکیں قدرتی وسائل کا جائزہ لے سکیں اور وسول سروس میں آسامیوں کو پر کر سکیں۔

پسماندہ ملکوں کی طرف سے فنی صلاحیت رکھنے والوں (ماہرین فن) کی مانگ بہت ہے اور دن بدن بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اس بڑھتی ہوئی خلیج کو پُر کرنے کے لئے جو آج زیادہ اور کم ترقی یافتہ ممالک کے معیار زندگی میں پائی جاتی ہے فنی استعداد نہایت اہم اور ضروری ہے۔

فنی واقفیت کا کثیر الاقوامی ذخیرہ

پس ماندہ اقوام کی اقتصادی ترقی کی رفتار تیز کرنے کے لئے ضروری تھا کہ ان کو اپنی فنی صلاحیت بڑھانے میں مدد دی جائے اس خیال کے پیش نظر اقوام متحدہ کے ممبر ممالک اور دوسرے عالمی اداروں نے جو اقوام متحدہ سے بحیثیت "مخصوص اداروں" کے منسلک ہیں تمام قوموں کی فنی استعداد کو ایک فنی امداد کے پروگرام کی شکل میں اکٹھا کیا۔

مقاصد اور قواعد و ضوابط

اس پروگرام کی بدولت فنی امداد کے حاجت مند ملکوں کے لئے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ مختلف نوعیتوں کی اقتصادی و معاشرتی ترقی اور جداگانہ معاشرتی و ثقافتی انداز رکھنے والی کثیر التعداد قوموں کی فنی صلاحیتوں اور ان کے تجربوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ پسماندہ ملکوں کو ان کی قومی معاشیات کو استوار کرنے، اقتصادی سیاسی آزادی کو فروغ دینے اور عوام کی اقتصادی و معاشرتی سطح کو بلند کرنے کی کوششوں میں مدد کی جائے امداد صرف کسی حکومت کی درخواست پر دی جاتی ہے اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے وہ حکومت جس شکل میں مدد چاہتی ہے اسی میں دی جاتی ہے اس لئے اقوام متحدہ اور اسکے مخصوص اداروں کے اشتراک فن و ہنر کا مقصد یہ ہے کہ وہ ملکوں کو "اپنی مدد آپ" کرنے کیلئے مدد دیں۔ ان کا مقصد امداد طلب حکومت میں کوئی تبدیلی کرنا نہیں۔ علاوہ بریں اقوام متحدہ کے ممبر اس بات پر متفق ہیں کہ فنی امداد کے پروگرام کو امداد طلب ملکوں کے داخلی معاملات میں دوسرے ملکوں کی اقتصادی و سیاسی مداخلت کے لئے ذریعہ نہیں بنایا جائے گا۔

فنی امداد مہیا کرنے والے اداروں کو مدد کی درخواست کرنے والے ملکوں کی سیاسی تشکیل، نسل یا مذہب سے پیدا ہونے والے امتیازات کو نظر انداز کرنا ہوگا۔

(باقی)

محترم سردار کرم داد خانصاحب پنشنر کی وفات

(بقیہ صفحہ اول)

شمولیت کا شرف حاصل تھا آپ ۱۹۰۱ء میں حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ آپ ابتداءً فوج میں ملازم تھے لیکن سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء میں جب حفاظت خاص کے پیش نظر قادیان میں پہرے کا انتظام کیا گیا تو آپ فوج سے قبل از وقت پنشن لے کر قادیان آ گئے اور اس وقت سے ۱۹۴۷ء تک پہرے کے انچارج کے طور پر نہایت مستعدی اور خوش اسلوبی سے خدمات بجالاتے رہے آپ سلسلہ احمدیہ کے سچے اور مخلص فدائی تھے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو بے حد محبت تھی سلسلہ کی مالی تحریکات میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ موصی تھے اور جائیداد کے ⅓ اور آمدنی کے ⅑ حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی اسی طرح تحریک جدید کے مالی جہاد میں بھی آپ برابر حصہ لیتے رہے آپ حضرت پیر منظور محمد صاحب اور حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ہلال پوری کے داماد تھے۔ آپ نے اپنی بیوہ محترمہ عارفہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ہلالپوری کے علاوہ دو صاحبزادیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ یہ دونوں صاحبزادیاں حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسیاں ہیں۔ دونوں شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ مکرم چوہدری ظفر اللہ الدین صاحب سابق ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز اور مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن خان صاحب بنگالی آف تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ آپ کے داماد ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا دین و دنیا میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین ؛

درخواست دعا: خاکسار کی اہلیہ گذشتہ دو ہفتے سے عارضہ ٹائیفائڈ بیمار چلی آ رہی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

(منظور احمد رام گڑھ لاہور)

ولادت:۔

اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ ۲۰ ر اگست سنہ ۶۰ء بروز اتوار لعل دین صاحب صدیقی کارکن تعلیم الاسلام کالج ربوہ کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے نیک صالح، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین +

درخواست دعا: اس عاجز کا بھانجا عزیز نصیر احمد بھٹی اس وقت راولپنڈی میں سخت بیمار ہے احباب جماعت۔ جملہ صحابہ کرام اور درویشان قادیان کی خدمت میں نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ عزیز کی صحت کے لئے دردمندانہ دعا فرمائیں

(حاجی محمد فاضل عفی عنہ از ربوہ)